میرے محبوب شیخ

حضرت مولانا عبد الرحیم صاحب لمباڈا حفظھم اللہ وعافاھم

(استاذ الحدیث دار العلوم بری، یوکے)

مؤرخہ ۱۸ شوال ۱۴۳۸ھ مطابق ۱۲ جولائی ۲۰۱۷ء شبِ پنج شنبہ بعد نمازِ عشاء

بیان در جلسۂ تعزیت، مسجدِ مدرسہ مظاہر علوم، سہارنپور

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم. أما بعد!

ویسے ہم تو یہاں آئے ہیں تعزیت کا ثواب لینے کے لیے، حدیث شریف میں ہے "مَنْ عَزّىٰ مُصَابًا فَلَهٗ أَجْرُ مِثْلِهٖ" (رواہ الترمذی و ابن ماجہ و البیھقی، و قال الترمذی ھذا حدیث غریب) (جس نے کسی مصیبت زدہ کی تعزیت اور غم خواری کی تو اس کو بھی اتنا ہی اجر ملے گا، جتنا مصیبت زدہ کو اپنی مصیبت پر صبر کا اجر ملے گا)

کوئی اس زخم کا مرہم نہیں ہے:

حضرت کی شفقتیں یاد آتی ہیں، حضرت ہمارے یہاں لندن کئی سال سے تشریف لاتے تھے، حضرت کے ساتھ سال میں دو دفعہ رہنا نصیب ہوتا تھا، جب حضرت ختم بخاری کے لیے تشریف لاتے، اور پھر حج کے سفر میں۔ ختم بخاری کے لیے حضرت کا ۷-۵ دن قیام ہوتا۔ میں کبھی کبھی سوچتا ہوں کہ لوگ مصافحہ کے لیے ترستے ہیں اور ہم کو یہ شرف تھا کہ ہم حضرت کے منہ میں لقمہ اور نوالہ دیتے تھے، اتنی شفقت تھی حضرت کی، اور مجھے یاد نہیں کہ حضرت نے کبھی مجھے ڈانٹا ہو، ہم حضرت کا مزاج سمجھ کر حضرت کی خدمت کرتے اور

حضرت اتنی محبت کرتے، اتنی محبت کرتے کہ میں بیان نہیں کر سکتا۔

جملہ مکاتبِ فقہ کی رعایت:

حضرت ہمیں نصیحت فرماتے تھے، حدیث کے مطالعہ کی ترغیب دیتے، کتابیں خریدنے کو کہتے اور اچھے اچھے قصے سناتے تھے، مجھے بہت افسوس ہوتا ہے کہ حضرت کو کوئی سلفی کا لقب دیتا ہے تو کوئی غیر مقلد کا، دراصل لوگوں نے حضرت کو پہچانا ہی نہیں، چوں کہ حضرت کا علمی مقام ایسا تھا کہ اس میں بعض دفعہ تفردات ہو جاتے تھے، ورنہ حضرت تو بہت پابند تھے، بہت پابند تھے، بہت پابند تھے، انتہائی درجہ کے متقی اور پرہیز گار انسان تھے اور سب مذاہب کی رعایت کرتے تھے، وضو بھی سارے مذاہب کی رعایت کے ساتھ کرتے تھے، نماز بھی سارے مذاہب کی رعایت کر کے پڑھتے تھے۔

احتیاط کا عالم:

مجھے یاد ہے کہ ایک دفعہ ہم حرم شریف میں بیٹھے ہوئے تھے، عصر کے بعد کا وقت تھا، رمضان کا مبارک مہینہ تھا، حضرت قرآن شریف پڑھ رہے تھے، میں بھی ساتھ میں قرآن شریف پڑھ رہا تھا، اوپر سے کوئی چڑیا گزری، جس کی بیٹ آستین پر گری، حضرت نے دیکھا تو فرمایا کہ حنفیہ کے یہاں تو یہ معاف ہے، مگر دیگر ائمہ کے یہاں معاف نہیں ہے اس کو پاک کرنا ضروری ہے، میں پیچھے جا کر پاک کر کے آتا ہوں، یہ بہت پرانی بات ہے جب حضرت خود چلتے تھے، چناں چہ حضرت خود اٹھ کر جانے لگے، تو میں نے کہا: حضرت! میں بھی چلتا ہوں، کہا: نہیں! تم بیٹھو! میں نے کہا: نہیں، میں آتا ہوں، جب گئے تو پانی نہیں تھا رمضان کا مہینہ اور عصر کے بعد کا وقت تھا، ابھی تو مغرب کو دیر تھی، میں کہیں سے پانی لایا اور

پانی ڈالا، حضرت نے برابر پاک کیا، اس کے بعد آ کر بیٹھے، پھر قرآن شریف پڑھنے لگے الغرض حضرت حتی الوسع سب مذاہب کی رعایت کرتے تھے، بڑھاپے میں انسان مجبور ہو جاتا ہے، تو بعض دفعہ بعض چیزیں ایسی ہوتی ہیں، تو بعض لوگ اس کو لے کر اعتراض کرتے ہیں اور عجیب عجیب باتیں کرتے ہیں، جیسے بعض مرتبہ حضرت جمع بین الصلوتین کرتے تھے، یا کبھی کسی کو ٹوکتے اور ڈانٹتے تھے، بہر حال میں اس رخ سے یہ کہنا چاہتا ہوں کہ حضرت بہت متقی اور پرہیز گار انسان تھے۔

اب وہ نہیں ملیں گے:

نیز حضرت بہت بڑے صاحب کشف بزرگ تھے، ارے کشوف تو ہم نے بہت دیکھے، بہت ڈر لگتا تھا، حضرت کے پاس بیٹھتے تھے تو یا رب صل وسلم پڑھا کرتے تھے اور بہت احتیاط سے مزاج سمجھ کر کام کرنا پڑتا تھا۔

ایک بات سناتا ہوں، حضرت مفتی فاروق صاحب میرٹھیؒ کا جب سانحہ ہوا، اس وقت ہم وہیں تھے، تو مولانا یونس رندیرا صاحب دامت برکاتہم العالیہ نے حضرت سے کہا کہ حضرت! مفتی فاروق صاحبؒ لاپتہ ہو چکے ہیں، دعا فرما دیجیے: کچھ ان کا سراغ لگ جائے حضرت کچھ نہیں بولے، دوسرے دن پھر حضرت سے کہا کہ حضرت! متعلقین بہت پریشان ہیں، دعا فرما دیجیے! حضرت خاموش رہے، پھر تیسرے دن کسی اور نے عرض کیا، تو فرمایا کہ بھائی! بس اب وہ گئے، اب وہ نہیں ملیں گے، تو ہم سب چونک گئے، کچھ بولے نہیں۔ بعد میں یہ ہوا کہ مفتی فاروق صاحبؒ کے ساتھ ایک اور مفتی صاحب غائب ہوئے تھے، وہ سلامتی کے ساتھ آ گئے تو ہمت بڑھ گئی کہ مفتی صاحب بھی آئیں گے، لیکن پھر ایک مدت

کے بعد پتہ چلا کہ حضرت مفتی صاحب کا تو اسی حادثہ میں انتقال ہو چکا تھا اور ۱۳ رذی الحجہ کو دفن بھی ہو چکے تھے، جس وقت شیخ کہہ رہے تھے کہ اب وہ گئے، اب نہیں ملیں گے، اس وقت وہ دفن ہو چکے تھے، یعنی یہ کہ اللہ پاک ان کے قلب پر بعض چیزیں کھول دیتے تھے اور یہ کشف حدیث سے ثابت ہے، اس وقت ہم دلائل میں نہیں جانا چاہتے، تو حضرت بہت بڑے صاحب کشف بزرگ تھے۔

مبشّرات: انہیں سے پوچھ لو!:

حضرت بعض مرتبہ اپنے خواب وغیرہ بھی سناتے تھے، میں نے ایک مرتبہ کچھ چیزیں نوٹ کر کے اپنے فیس بک اور واٹساپ پر بھیجی بھی تھیں، لیکن وہ انگریزی میں تھیں مجھے یاد پڑتا ہے کہ حضرت ایک مرتبہ سنانے لگے کہ مجھے پہلے رسول پاک ﷺ کی خواب میں بہت زیارت ہوتی تھی، ایک سال میں کئی بار ہو جاتی تھی، ایک دفعہ میری زبان سے کوئی جملہ نکل گیا تو وہ زیارت بند ہو گئی، پھر کافی عرصہ کے بعد میں نے نبیٔ پاک ﷺ کو خواب میں دیکھا اور اس کی کیفیت یہ تھی کہ میں حدیث شریف پڑھا رہا ہوں، اور میں نے طلبہ کو حدیث کی کوئی بات سمجھائی، مگر ان کی سمجھ میں نہیں آئی، میں نے پوچھا: سمجھ میں آئی؟ کہا: نہیں آئی تو میں نے طلبہ کو پیچھے کی جانب دکھایا تو غارِ حرا پر حضرت نبیٔ کریم ﷺ کھڑے ہیں اور حضرت ابراہیمؑ کی شکل میں ہیں، میں نے کہا: میری بات سمجھ میں نہیں آ رہی تو انہیں سے پوچھ لو! حضرت شیخ نے فرمایا: اس سے یہ بات سمجھ میں آئی کہ مجھ پر اللہ نے فہمِ حدیث کو کھولا ہے، کسی کو سمجھ میں آئے یا نہ آئے۔

ایک دفعہ حضرت فرمانے لگے کہ مجھے جب حضرت ناظم صاحب نے اجازت دی، تو

میں نے خواب دیکھا کہ میں اجمیر شریف میں ہوں اور ڈول رسی کے ذریعہ کنویں سے پانی کھینچ رہا ہوں، تو میں نے اس کی تعبیر یہ لی کہ حضرت نے مجھ کو صاحب السلسلۃ حضرتِ چشتی اجمیری تک پہنچا دیا ہے، اب میرے اوپر ہے کہ میں فیض کو جتنا ہو سکے کھینچوں۔

ایک دفعہ فرمانے لگے کہ میں نے خواب دیکھا کہ میں حضرت ناظم صاحبؒ کی مسجد میں ہوں، اور وضو کرنے گیا تو وضو کا لوٹا لیا، تو لوٹا پانی کے بجائے شربتِ روح افزا سے بھرا ہوا ہے، تو میں نے اس کی تعبیر یہ لی کہ اعمالِ مسجد میں مشغول رہنے سے روح کو افزائیت حاصل ہوگی۔

تلاوت و درود کی تاکید:

حضرت ہمیشہ فرماتے تھے: مجھے یاد نہیں پڑتا کہ کوئی سفر ایسا خالی گیا ہو جس میں حضرت نے یہ دو باتیں نہ کہی ہوں، ایک تو حضرت ہر نو وارد سے پوچھتے کہ حافظ ہو؟ فرمایا: جی حافظ ہوں، فرمایا: ایک پارہ روزانہ نماز میں ضرور پڑھا کرو! اور فرماتے کہ ایک ساتھ نہ پڑھ سکو تو تھوڑا تھوڑا کر کے پڑھو! سنتوں میں پڑھو! فجر کی سنت میں، ظہر کی سنت میں، سنت قبلیہ و سنت بعدیہ میں، پہلے پہلے تھوڑا مشکل ہوگا، پھر اتنا اچھا لگے گا کہ اس کے بغیر گزارہ نہیں ہوگا اور دوسری بات یہ فرمایا کرتے تھے کہ درود شریف خوب پڑھو!!!!

فتنوں سے حفاظت کا واحد راستہ:

ایک دفعہ فرمانے لگے: بھائی! امت اس وقت بہت فتنوں میں مبتلا ہے، جدھر دیکھو فتنے ہی فتنے، فتنے ہی فتنے، ان فتنوں سے حفاظت کے لیے اللہ نے دو چیزیں ہم کو دی تھیں ایک اللہ کے پاک پیغمبر ﷺ، چناں چہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ”وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُعَذِّبَهُمْ وَاَنْتَ

فِيهِمْ" (جب تک آپ دنیا میں ہیں، اللہ انہیں عذاب نہیں دیں گے) لیکن چونکہ آپ ﷺ تو اس دنیا سے رخصت ہو گئے، اس لیے اللہ نے ان فتنوں سے حفاظت کے لیے ہمیں دوسری چیز دی اور وہ ہے استغفار، چناں چہ فرمایا: "وَ مَا كَانَ اللّٰهُ مُعَذِّبَهُمْ وَ هُمْ يَسْتَغْفِرُوْنَ" (جب تک لوگ استغفار کرتے رہیں گے، اللہ ان کو عذاب نہیں دیں گے) پس استغفار کی کثرت کرو! خوب استغفار کرو! رجوع إلی اللہ کرو! توبہ کرو! اس کے ذریعہ فتن اور عذابِ خداوندی سے حفاظت ہوگی، تو یہ حضرت کی مختصر باتیں ہیں، شفقتیں ہیں، جواَب یاد آتی ہیں تو رلاتی ہیں، اللہ تعالیٰ حضرتؒ کی قبر پر کروڑوں رحمتیں نازل فرمائے، حضرت کے درجات بلند فرمائے، حضرت کے افادات سے امت کو خوب فائدہ پہنچائے، ہم سب سے راضی ہو جائے اور ہمیں حضرت کے نقشِ قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔

علم سے بے پناہ تعلق:

حضرت مولانا نور الحسن صاحب کاندھلوی کی ایک بات یاد آ گئی، حضرت مولانا نے فرمایا کہ لوگ شیخ یونس صاحب کو یاد کرتے ہیں تو یوں کہتے ہیں کہ ہاں! ان کو بچپن میں ٹی بی ہو گئی تھی اور پھر سحر ہو گیا تھا، بس اتنی ہی بات یاد ہوتی ہے، لیکن یہ نہیں دیکھتے کہ انہوں نے پڑھنے کے زمانہ میں کتنے مجاہدات کیے ہیں اور وہ کن مراحل سے گذرے ہیں؟ ان کے والد چاہتے تھے کہ وہ کھیتی کریں، لیکن وہ پڑھائی میں لگے رہے، پھر یہاں مظاہر تشریف لائے، پھر یہاں تین سال تک پڑھا اور اس طرح پڑھا کہ بعض مرتبہ تو خون نکلتا تھا اور چارپائی پر لیٹے لیٹے سبق سنتے تھے، کبھی کبھی سوچ میں پڑ جاتے تھے کہ میں دورہ پورا کر سکوں گا یا نہیں؟ اساتذہ نے مشورہ دیا کہ تم گھر چلے جاؤ، علاج کراؤ، تو حضرت نے فرمایا

نہیں! اگر مرنا ہے تو یہیں مروں گا، تو حضرت شیخ رحمہ اللہ نے فرمایا کہ ”پڑا رہ یہاں!“ پس آپ پڑے رہے، لگے رہے اور فارغ ہوئے، پھر معین مدرس مقرر ہوئے۔

من طلب العلیٰ سہر اللیالی:

مولانا نور الحسن صاحب دامت برکاتہم فرماتے ہیں کہ میں نے دیکھا ہے کہ شیخ بعض مرتبہ ۲۴ر گھنٹے میں سے ۲۰-۲۰ گھنٹے مطالعہ کرتے تھے اور آستین چڑھا کر بیٹھے رہتے تھے، یہ کتاب، وہ کتاب دیکھتے ہی رہتے تھے، صرف نماز کے لیے جاتے، کھانے پینے کی بھی فرصت نہیں ملتی تھی، بعض مرتبہ ایسا بھی ہوتا کہ عشا کے بعد مطالعہ میں اتنے منہمک ہو جاتے کہ فجر کے لیے طالب علم آتا اور کہتا کہ حضرت! نماز کھڑی ہونے کو تیار ہے، تو اس وقت اٹھتے اور فجر کی نماز میں شامل ہوتے اور بعض مرتبہ کئی کئی دن کھائے بغیر گزارتے تھے تو اس طرح مجاہدہ کرکے حضرت نے علم حاصل کیا ہے۔

اور مولانا علی میاں حیران رہ گئے:

نیز مولانا نور الحسن صاحب نے فرمایا کہ ایک مرتبہ حضرت شیخ زکریاؒ کے یہاں حضرت مولانا علی میاں صاحبؒ نے ایک سوال بھیجا کہ فلاں حدیث کا حوالہ چاہیے، میں نے بہت علماء سے پوچھا، لیکن اس کا کوئی حوالہ نہیں مل رہا ہے، تو حضرتؒ کو جب وہ خط پہنچا تو حضرت شیخ نے اپنی خاص اصطلاح میں فرمایا، میاں یونس! تو حضرت شیخ یونس صاحب تشریف لائے اور کہا، لیجیے! یہ علی میاں کا خط ہے، یہ حدیث کہاں ہے؟ اسے ڈھونڈھ دیجیے! حضرت شیخ گئے اور چند ہی منٹ میں اس کا حوالہ ڈھونڈھ کر لائے اور اس کو کارڈ کے پیچھے لکھا اور بھیج دیا، ادھر مولانا علی میاں صاحب عش عش کرنے لگے، پھر حضرت مولانا علی میاں

صاحبؒ سہارنپور تشریف لائے تو حضرت شیخ رحمہ اللہ سے پہلی ہی ملاقات پر کہا، وہ مولانا یونس کہاں ہے؟ ذرا مجھے دیکھنا ہے، تو حضرت نے آواز دی، میاں یونس! یہ مولوی علی میاں تجھے یاد کر رہے ہیں، تو کیا دیکھتے ہیں کہ سامنے ایک لڑکا کھڑا ہے، لنگی پہنے ہوئے ہے، ابھی تو داڑھی بھی نہیں نکلی ہے اور کرتہ بھی پھٹا ہوا ہے، تو مولانا علی میاں کہنے لگے: یہ نہیں! مجھے مولانا یونس سے بات کرنی ہے، تو شیخ نے فرمایا: یہی وہ مولانا یونس ہیں، بہرحال تو یہ ابتدائی زندگی حضرت نے عجیب فاقے، محنت ومجاہدہ اور غربت ومفلسی میں گزاری ہے، تب جا کر وہ بنے ہیں، جیسے حضرت مولانا شاہد صاحب ابھی فرمارہے تھے کہ جو مشائخ کی ابتدا دیکھے وہ کامیاب جو انتہا دیکھے، وہ ناکام، تو ہمیں ان کی ابتدائی محنت اور مجاہدہ کو دیکھنا ہے، ان کی انتہائی فتوحات کا دور نہیں دیکھنا ہے، اللہ پاک ہمیں حضرت کی زندگی سے سبق لینے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

واٰخر دعوانا أن الحمد للہ رب العٰلمین.